

ولادت حضرت ابوالفضل العباس(ع)

<?xml encoding="UTF-8?">

حضرت ابوالفضل العباس بن امیرالمومنین علی ابن ابی طالب (ع) 4 شعبان سن 26 ھ کو عثمان بن عفان کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے (1)۔ آپ کی کنیت "ابوالفضل" ہے

آپ کی والدہ مکرمہ

حضرت فاطمہ بنت حزام جو کہ "ام البنین" کے نام سے مشہور ہے۔ اس نامدار خاتون سے امام علی بن ابیطالب (ع) کے 4 فرزند عباس، جعفر، عثمان، اور عبداللہ تھے اور چاروں بھائی اپنے امام حضرت امام حسین (ع) کی یاری کرتے کرتے یزید بن معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں دس محرم کو کربلا میں شہید ہوئے۔ (2)

روایت میں آیا ہے کہ ایک دن امیر المومنین (ع) نے اپنے بھائی عقیل بن ابیطالب (ع) سے فرمایا: تم عرب نسل کے عالم ہو، میرے لئے ایسی خاتون کو انتخاب کرو جس سے دلیر، طاقتور اور جنگجو فرزند پیدا ہوں۔ عقیل نے انساب عرب اور عرب کی شایستہ اور لایق عورتوں کے بارے میں غور و فکر کرنے کے بعد اپنے بھائی امیر المومنین (ع) کو مشورہ دیا کہ حزام کلبی کی بیٹی فاطمہ ام البنین کے ساتھ شادی کرے، کیونکہ ان کے باپ دادا عربوں میں نہایت شجاع اور دلیر ہیں۔

امیر المومنین (ع) نے بھی بھائی عقیل کے مشورہ پر ام البنین کے ساتھ شادی کی اور اس سے چار فرزند شجاع اور دلیر ہوئے۔ (3)

حضرت عباس (ع) امیر المومنین علی (ع) اور اپنی فہیم والدہ کے آغوش میں پرورش پائی اور امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) جیسے بھائیوں کے ساتھ زندگی کے ہر نشیب و فراز میں ساتھ رہے۔ جب امیر المومنین علی (ع) کی خلافت کا آغاز ہوا حضرت عباس (ع) دس سال کے تھے اور اسی سن میں جنگ میں شرکت کرکے فعال کردار ادا کیا۔ ایک ماهر جنگجو کے مانند جنگ کیا۔

امیر المومنین علی (ع) کی شہادت کے بعد کسی لمحہ بھی اپنے بھائیوں کی ہمرہی اور یاری کرنے سے غافل نہ رہے اور انکے حفاظت کار تھے۔ حضرت عباس (ع) کی وفاداری اور فداکاری عاشور کے دن اپنے اوج کو پہنچی۔

کربلا میں حضرت عباس (ع) نے ایک نرالی تاریخ رقم کی،

امام حسین (ع) کے فوج کے قابلترین اور ماہرترین سپہ سالار اور علمدار تھے اور آنحضرت کو بھی آپ سے نہایت محبت تھی اور آپ کے مشورے پر عمل کرتے تھے۔

عاشورا کے عصر کو جب شمر بن ذی الجوشن، نے حضرت عباس اور ان کے بھائیوں جعفر، عثمان، اور عبداللہ، کے لئے امان نامہ بھیجکر چاہا کہ امام حسین (ع) کو جھوڑ کر عمر بن سعد کے ساتھ مل جائے یا دونوں کو چھوڑ کر وطن واپس چلے جائیں۔ حضرت عباس اور ان کے بھائیوں نے شمر کے اس دعوت کو ٹھکرایا اور حضرت عباس نے کہا: تیرے ہاتھ ٹوٹیں اور تیرے امان نامے پر لعنت ہو۔ اے خدا کے دشمن کیا تم ہمیں حکم کرتے ہو کہ امام حسین (ع) کی مدد نہ کریں اور اسکے بدلے ملعون اور اسکے اولادوں کی اطاعت کریں؟ کیا ہمیں امان ہے اور

پیغمبر (ص) کے فرزند کیلئے امان نہیں - (4)

اسی طرح جب عاشور کی رات امام حسین (ع) نے اپنے تمام ساتھیوں سے کہا کہ رات کے اندھیرے کا سہارا لے کے یہاں سے چلے جاو اور اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاو دشمن کا معاملہ صرف مجھ سے ہے اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو - اس وقت سب سے پہلے حضرت عباس (ع) نے اپنی جانثاری اور وفاداری کا اعلان کیا۔ عرض کی اے امام ! کس لئے آپ کو چوڑ دیں ؟ کیا آپ کے بعد زندہ رہیں ؟ خدا نہ کرے ہم آپ کو چھوڑ کر دشمنوں کے مقابلے میں آپ کو اکیلا چھوڑیں - ہم آپ کے ساتھ رہیں گے اور اپنی آخری سانس تک آپ کی حمایت کریں گے - حضرت عباس (ع) کے بعد امام حسین (ع) کے دوسرے سارے ساتھیوں نے اپنی وفاداری کا اعلان کیا - (5)

بحر حال ، اس عظیم انسان نے دسویں محرم کو قربانی اور فداکاری کی عظیم اور بے نظیر تاریخ وقم کی اور جب تک زندہ تھے امام حسین (ع) پر کسی قسم کی آج نہ آنے دی اور خمیہ گاہ کی طرف دشمن ترجہی آنکھ سے بھی حضرت امام حسین (ع) کے خیموں کی طرف دیکھنے کی جرئت نہ کر سکا اور جب بچوں کیلئے پانی لینے گئے دشمن کے ہاتھوں شہید ہوئے - جب فرات سے پانی بھر کر واپس لوٹ رہے تھے دشمن نے پیچھے سے وار کرکے دائنا اور پھر بائنا بازرو قلم کیا اور چاروں طرف تیر باران کیا گیا ایک تیر آنکھ میں پیوست ہوا اور سرمبارک پر جب شدید ضرب لگا گھوڑے سے زمین پر گر اے گئے اور شمشیر، نیزے اور تیروں کی نوکوں نے حضرت کے بدن کو گھیر لیا -

اس حال میں عباس بن علی (ع) نے امام حسین (ع) کو پکارا ! یا حسین (ع) مجھے پالے ! امام حسین (ع) جب اپنے بھائی کے پارہ پارہ بدن کے پاس پہنچے ، نہایت متاثر اور غمگین ہوئے ان کی جدائی پر رو رہے تھے اپنے کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

أَلَانَ إِنْكَسَرَ ظَهْرِي وَ قَلَّتْ حِيلَتِي وَ انْقَطَعَ رَجَائِي وَ شَمْتُ بِي عَدُوِّي

اب میری کمر ٹوٹ گئی اور تدبیر اتمام کو پہنچ گئی - (6)

امام زین العابدین (ع) جو کہ کربلا میں حاضر تھے اور اپنے چاچا عباس (ع) کی بے نظیر فداکاری اور مجاہدیت کو نزدیک سے دکھا تھا ، انکی فداکاری اور معنوی مقام کے بارے میں فرماتے تھے :

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ زِيَادٍ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَهْمَذَانِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ ابْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ : رَحِمَ اللَّهُ الْعَبَّاسَ يَعْنِي ابْنَ عَلِيٍّ فَلَقَدْ آثَرَ وَ أَهْلَى وَ قَدَى أَخَاهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى قُطِعَتْ يَدَاهُ فَأَبْدَلَهُ اللَّهُ بِهِمَا جَنَاحَيْنِ يَطِيرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي الْجَنَّةِ كَمَا جَعَلَ لِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ ابْنِ لِعَبَّاسٍ عِنْدَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لِمَنْزِلَةٍ يَغْبِطُهُ بِهَا جَمِيعُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَ الْحَدِيثُ طَوِيلٌ أَخَذْنَا مِنْهُ مَوْضِعَ الْحَاجَةِ . (۷)

بمعنی :خدا میرے چاچا عباس (ع) کو رحمت کرے کہ اپنے آپ کو اپنے بھائی پر فدا کیا یہاں تک کہ دونوں بازووں قلم ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان دو ہاتھوں کے بدلے دو پر دیئے جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں جس طرح انکا چاچا جعفر بن ابیطالب (ع) کو دو پر عنایت ہوئے ہیں - بار گاہ الہی میں حضرت عباس (ع) کا ایسا مقام اور ایسی فضیلت ہے کہ ہر شہید اسکی آرزو کرتا ہے -

حضرت عباس (ع) 34 سال کی عمر میں شہید ہوئے اور آپ کا ایک چھوٹا فرزند تھا جن کا نام " عبید اللہ " تھا - ان سے آپ کی نسل با برکت آگئے چلی - (8)

- 1- مستدرك سفيينه البحار (علي نمازي)، ج5، ص 211
- 2- الارشاد (شيخ مفيد)، ص 342؛ منتهي الآمال (شيخ عباس قمي)، ج1، ص 187
- 3- منتهي الآمال، ج1، ص 187
- 4- منتهي الآمال، ج1، ص 337
- 5- الارشاد، ص 443؛ منتهي الآمال، ج1، ص 337
- 6- منتهي الآمال، ج1، ص 385
- 7- الخصال ، جلد ١ ، صفحه ٦٨- امالي (شيخ صدوق)، ص -373
- 8- منتهي الآمال، ج1، ص 189